بسا اوقات ذکر کرتے کرتے رو پڑتے تھے، مرحوم بزرگانِ سلف کے اُس کاروانِ رفتہ کی بقیہ یادگاروں میں سے تھے جس کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں مگر اب اُس کارواں کی گردکفِ پا بھی نظر نہیں آتی۔ سدا رہے نام اللہ کا۔ حق تعالیٰ مغفرت ورحمت کی بخششوں سے نوازے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جن حضرات نے سیرتِ نبویؐ کا مطالعہ دقّتِ نظر اور تحقیق سے کیا ہے اُن پر یہ مخفی نہیں ہے کہ بہت سے واقعات میں تاریخ۔ موسم اور دن کے جو اختلافات پائے جاتے ہیں اُن کی نشان دہی صرف مستشرقینِ یورپ نے نہیں کی ہے بلکہ مسعودی، ابوریحان البیرونی اور شہرستانی وغیرہم مؤرخینِ اسلام اس سے واقف تھے اور انھوں نے بہ طورِ خود اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی۔ اور اگر کسی واقعہ کے سلسلہ میں اِس مشکل کا انہیں کوئی حل نہیں ملا تو سرے سے انھوں نے واقعہ کا ہی انکار کر دیا۔ مؤرخینِ اسلام کے علاوہ مستشرقین نے بھی اس میدان میں طبع آزمائی کی، لیکن ان کی کوششیں بھی کچھ زیادہ بارآور نہیں ہو سکیں اور یہ توقیتی اختلاف کا مسئلہ اہلِ علم کے لئے برابر خلجان اور شورش کا باعث بنا رہا۔ بڑی خوشی اور فخر کی بات ہے کہ قدرت نے یہ سعادت ہمارے فاضل دوست جناب مولوی اسحٰق النبی صاحب علوی کے لئے مقدر کر رکھی تھی، چنانچہ موصوف نے مسلسل سترہ برس کی تحقیق و جستجو اور کد و کاوش کے بعد اس عقدۂ لاینحل کی گرہ اپنا ایک مخصوص فارمولا بنا کر اور اس پر واقعات کی تطبیق کر کے اس کامیابی کے ساتھ کھول دی ہے کہ اب اس معاملہ میں کوئی کسی قسم کا اشکال اور خدشہ نہیں رہا، راقم کو اعتراف ہے کہ وہ ریاضی کا ایک اچھا طالبِ علم کبھی بھی نہیں رہا، اس بنا پر موصوف کے مقالہ کی ہر قسط میں مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے دیرینہ استادِ ریاضیات وطبعیات جناب حاجی احسان الحق صاحب کو دکھاتا رہا۔ حاجی صاحب اپنے فن کے ماہر ہونے کے ساتھ تاریخ اسلام کے بھی فاضل اور بڑے متقی بزرگ ہیں، اس لئے انھوں نے اس مقالہ کا ایک ایک حرف بڑے غور اور توجہ سے پڑھا، اور نہایت مسرور ہو کر فرمایا "الحمدللہ ثم الحمدللہ اب یہ مسئلہ بالکل حل ہو گیا

اور یہ مقالہ اس لائق ہے کہ انگریزی اور عربی میں اس کی اشاعت کی جائے اور ساتھ ہی فرمایا کہ اس مقالہ پر تو ایک نہیں دنیا کی بڑی سے بڑی یونیورسٹی ڈاکٹریٹ کی ڈگری دے سکتی ہے۔" ہم نے یہاں صرف حاجی صاحب کا نام اس لئے لیا ہے کہ وہ اس فن کے خاص آدمی ہیں، ورنہ ہندوپاک کے متعدد اکابر علماء وفضلاء نے زبانی یا خط کے ذریعہ بھی رائے ظاہر کی ہے، افسوس ہے آج شبلی، اقبال اور مولانا گیلانی زندہ نہیں ہیں ورنہ خوشی سے اچھل پڑتے اور حقیقی داد وہ دیتے، اور واقعہ یہی ہے کہ اس مقالہ کی پوری داد اُس وقت ملے گی جبکہ اس کا انگریزی اور عربی میں ترجمہ شائع ہوگا اور مشرق ومغرب کے محققینِ اسلامیات جو اُردو سے واقف نہیں ہیں اس سے استفادہ کرسکیں گے، علوی صاحب کے اس مقالہ سے خاص امرِ زیرِ بحث کے علاوہ اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ مؤرخین و رواتِ اسلام نے واقعات کے نقل و روایت میں کس درجہ ایمان داری اور دیانت سے کام لیا ہے کہ جو واقعہ جس طرح سنا نقل کردیا، اور اپنی طرف سے اُس میں کوئی کاٹ چھانٹ نہیں کی، اس بات کا ثبوت خود اسلامی روایات کے لئے دلیلِ صحت واستناد ہے، فجزاہ اللّٰہ عنا احسن الجزاء۔

لیجئے! آخر وہی ہوا جس کی پہلے سے امید تھی یعنی فیلڈ مارشل ایوب خان دوبارہ صدر منتخب ہوگئے اور وہ بھی بھاری اکثریت سے!

عام طور پر اس کا ہر جگہ اور ہندوستان میں بھی خیر مقدم کیا گیا ہے، ہم بھی اس انتخاب کا خیر مقدم کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ موصوف کا یہ جدید دورِ حکومت ہندوستان اور پاکستان دونوں کے باہمی تعلقات کے زیادہ سے زیادہ بہتر اور خوشگوار ہونے کا پیش خیمہ ہو کہ دونوں کی ترقی اور خوش حالی کی اصل جڑ یہی ہے۔

عرب اور اسلام

پروفیسر ہِتّی کی شہرۂ آفاق کتاب کے معروف خلاصے کا ترجمہ

مترجمہ: پروفیسر مبارزالدین رفعت

صفحات ۲۵۰ - قیمت -/۴ - مجلد -/۵ - ملنے کا پتہ: مکتبۂ برہان اُردو بازار جامع مسجد دہلی